



تعلیماتِ امام احمد رضا

مفتی منیب الرحمن

25 صفر المظفر آپ کا یوم وصال ہے، اس دن یا پورے ماہ صفر المظفر میں اہل عقیدت و محبت آپ کا عرس مناتے ہیں، یہ سعادت کی بات ہے۔ عظمتِ باری تعالیٰ، عشق و محبتِ رسول ﷺ، تکریمِ اولیائے کرام رحمہم اللہ اور حبِ دینی اُن کی رگ و پے میں پیوست تھی، اس لیے عشقِ مصطفیٰ ﷺ اُن کی پہچان اور اُن کی شخصیت کا عنوان بن گیا۔ اہل عقیدت نے اسے آگے بڑھایا، خطابت کے شہسواروں اور نعت خواں حضرات نے اس کی مارکیٹنگ کو اور ج کمال تک پہنچا دیا۔ عشق برتنا تو یقیناً دشوار ہے، اس راستے میں طائف، بدر، اُحد اور احزاب کی منزلیں آتی ہیں، اُحد میں آپ خود زخمی ہوئے، آپ کے دندانِ مبارک شہید ہوئے، غزوہٴ احزاب میں آپ کی چار نمازیں قضا ہوئیں اور اس کے ہولناک منظر کو قرآن کریم نے ان کلمات میں بیان فرمایا ہے: (1) ”(اس وقت کو یاد کرو) جب کفار تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے (یعنی ہر جانب) سے تم پر حملہ آور ہوئے، جب (دشمن کی ہیبت سے) تمہاری آنکھیں پتھرائی گئیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے اور تم اللہ کی (نصرت کے بارے میں) طرح طرح کے گمان کرنے لگے تھے، اس موقع پر مومنوں کی آزمائش کی گئی تھی اور ان کو شدت سے جھنجھوڑ دیا گیا تھا، (الاحزاب: 10-11)۔“ (2) ”کیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ تم (یونہی) جنت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ ابھی تم پر وہ (مصیبتیں) نہیں آئیں جو تم سے پہلوں پر بیت چکیں، ان پر آفتیں اور مصیبتیں پہنچیں اور وہ (اس قدر) جھنجھوڑ دیے گئے کہ (اس وقت کے) رسول اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے پکاراٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟، سنو! بے شک اللہ کی مدد قریب ہے، (البقرہ: 214)۔“

اس سفرِ عزیمت میں صحابہ کرام کی ناقابلِ تصور مثالیں آتی ہیں۔ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے تقاضوں پر پورا اترنے کے لیے باپ کو بیٹے، بیٹے کو باپ اور بھائی کو بھائی کے مقابل کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ حضرت طلحہ اپنے وجود کو حفاظتِ نبوت ﷺ کے لیے ڈھال بنا لیتے ہیں اور ستر سے زیادہ تلواروں، نیزوں اور تیروں کے زخم اپنے وجود پر سہہ کر بھی کوہِ استقامت بنے رہتے ہیں، حضرت ابو دجانہ کی پیٹھ نیزوں سے بھر جاتی ہے لیکن اپنی جگہ سے سر مو بھی حرکت نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ کے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاشِ مبارک کا منٹہ کیا جاتا ہے اور آپ کے دل اور کلیجے کو اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے ابو جہل کی بیوی ہند اپنے گلے کا ہار بنا لیتی ہے، الغرض عشقِ بیان کرنا آسان ہے، برتنا بہت مشکل ہے۔ عشقِ فروشی میں بلند آہنگ نعرے لگتے ہیں، داد و تحسین ملتی ہے، لوگ رقصاں ہوتے ہیں۔ رشوت

خور، اسمگلر اور ملاوٹ کرنے والے بھی نوٹ نہجھاو کر کے عشق مصطفیٰ ﷺ سے سرشار ہو جاتے ہیں، دست بوسی ہوتی ہے اور نذرانے ملتے ہیں، جبکہ عشق برتنے میں جان سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے، اپنے ہی خون میں نہانا پڑتا ہے، لہو لہان ہونا پڑتا ہے، آنکھیں پتھر جاتی ہیں، کلیجہ منہ کو آ جاتا ہے، جگر پارہ پارہ ہو جاتا ہے، مفادات کی قربانی دینی پڑتی ہے، فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

بنا کردند خوش رے بخاک و خون غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ترجمہ: (اہل عشق و محبت نے راہ حق میں) خاک و خون میں لتھڑ جانے کی کیا یہی حسین رسم ایجاد کی ہے، اللہ ان پاک طینت عاشقان (با صفا) پر اپنی (بے پایاں) رحمتیں نازل فرمائے۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بشارتیں دیتا ہے اور ان پر انعامات و نوازشات کا دلکش منظر ان آیات میں بیان فرماتا ہے: ”بے شک جن لوگوں نے (ایک بار) کہہ دیا: ہمارا رب اللہ ہے، پھر اُس پر ثابت قدم رہے، فرشتے ان پر (یہ کہتے ہوئے) نازل ہوتے ہیں: تم نہ خوف کرو اور نہ غمگین ہو اور اُس جنت کی بشارت سنو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے، ہم دنیا کی زندگی میں تمہارے مددگار ہیں اور آخرت میں بھی اور تمہارے لیے اُس (جنت) میں ہر وہ چیز (دستیاب) ہے جس کو تمہارا جی چاہے اور اُس میں ہر وہ چیز (موجود) ہے جس کو تم طلب کرو، (یہ سب) ضیافت ہے اُس بہت بخشے والے، بے حد مہربان (رب) کی طرف سے (حم السجدہ): (30-32)۔“

میں امام احمد رضا قادری سے محبت کے دعویداروں سے بباگ دہل یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اُن کی زندگی بدعات و منکرات کے سبب باب میں گزری، ہم انہیں بجا طور پر حامی سنت اور ماحی بدعت یعنی سنت مصطفیٰ ﷺ کا احیاء اور بدعات ضالہ کو مٹانے والا کہتے ہیں، لیکن اس شعبے میں ہمارے واعظین اور خطباء ان کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، کیونکہ اس پر وہ داد و تحسین نہیں ملتی جو عشق مصطفیٰ ﷺ کے عنوان سے ملتی ہے، سواصل مسئلہ سادہ لوح مسلمانوں کی عقیدت کو ہمیز دے کر نذرانے سمیٹنا اور مارکیٹ بنانا ہے، اُن کو میرا مشورہ ہے کہ کبھی کبھی مارکیٹ میں مندی بھی آ جاتی ہے، سو کچھ وقت اس ذمے داری کو بھی پورا کیا کریں۔ علمائے حق کی سہل پسندی کے سبب ان بدعات و منکرات اور خرافات کو اہلسنت و جماعت سے جوڑ دیا گیا ہے، یہ بھی اپنی جگہ علمی خیانت اور زیادتی ہے۔ اس لیے میں امام اہلسنت کی تعلیمات کی جانب متوجہ کرتا رہتا ہوں۔ مخالفین اس حد تک آگے چلے گئے کہ عربی میں کتابیں لکھ کر عالم عرب میں پھیلائیں اور اُن میں اہلسنت و جماعت کو ”قبوری“ یعنی قبر پرست کے طور پر متعارف کرایا گیا، جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور تمہیں کسی قوم کی عداوت اس بات پر برا عیختہ نہ کرے کہ تم انصاف کا دامن چھوڑ دو، انصاف کرو (کیونکہ) یہی تقویٰ کے قریب ترین (شعار) ہے، (المائدہ: 8)۔“

امام احمد رضا قادری لکھتے ہیں: ”مسلمان اے مسلمان! اے شریعت مصطفویٰ کے تابع فرمان! جان کہ سجدہ حضرت عزت جَلَّ جَدَلُّہ کے سوا کسی کے لیے نہیں، اُس کے غیر کو سجدہ عبادت تو یقیناً! جماعاً شرک مُہین و کفر مُبین ہے اور سجدہ نَحِیَّت (تعظیمی) حرام اور یقیناً گناہ کبیرہ ہے، اس کے کفر ہونے میں علمائے دین کا اختلاف ہے (یعنی گناہ کبیرہ ہونے میں اختلاف نہیں ہے)، ایک جماعت فقہاء سے اس کی تکفیر نقل کی گئی ہے۔“ غیر اللہ کے لیے سجدہ عبادت تو مومن کے لیے ناقابل تصور ہے، انہوں نے سجدہ تعظیمی کے حرام ہونے پر قرآن و سنت کی نصوص سے استدلال کرتے ہوئے ”الزُّبُنَةُ الزُّبُنَةُ لِتَحْرِيمِ سُجُودِ التَّحِيَّةِ“ کے نام سے ایک باقاعدہ رسالہ لکھا اور اس میں



آپ نے فقہ حنفی کی مسلمہ کتب فتاویٰ و ائمہ احناف کے حوالے سے لکھا: ”عالموں اور بزرگوں کے سامنے زمین چومنا حرام ہے اور چومنے والا اور اس پر راضی ہونے والا دونوں گناہگار، کیونکہ یہ بت پرستی کے مشابہ ہے۔“ آپ مزید لکھتے ہیں: ”زمین بوسی“ حقیقتہً سجدہ نہیں ہے، کیونکہ سجدہ میں پیشانی رکھنا ضروری ہے، جب یہ اس وجہ سے حرام اور بت پرستی کے مشابہ ہوئی کہ صورتاً سجدہ کے قریب ہے، تو اندازہ لگائیے کہ خود سجدہ کس درجہ سخت حرام اور بت پرستی کا مشابہ تا تم ہوگا، اَلْعِبَادُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی۔“

آپ مزید لکھتے ہیں: ”مزارات کو سجدہ تعظیمی یا اس کے سامنے زمین چومنا حرام اور حد رکوع تک جھکنا ممنوع“، اولیائے کرام کے مزارات کی بات تو چھوڑیے، وہ لکھتے ہیں: ”زیارت روضہ انور سید اطہر رضی اللہ عنہ کے وقت نہ دیوار کریم کو ہاتھ لگائے، نہ چومے، نہ اُس سے چپے، نہ طواف کرے، نہ زمین کو چومے کہ یہ سب بدعات قبیحہ ہیں۔“

شرح لباب کے حوالے سے لکھتے ہیں: ”رہا مزار کو سجدہ، تو وہ حرام قطعی ہے، زائر جاہلوں کے فعل سے دھوکا نہ کھائے، بلکہ علمائے باعمل کی پیروی کرے، مزار کو بوسا دینے میں علماء کا اختلاف ہے اور چھونا، چمٹنا اُس کی مثل، شریعت کا محتاط ترین حکم یہ ہے کہ عوام کو منع کیا جائے اور ممانعت کا سبب خلاف ادب ہوتا ہے۔“ لکھتے ہیں: ”مزار کو سجدہ تعظیمی تو درکنار، کسی قبر کے سامنے اللہ تعالیٰ کو بھی سجدہ جائز نہیں، اگرچہ قبلہ کی طرف ہو، (کیونکہ یہ بت پرستی کے مشابہ ہے)، قبرستان میں نماز مکروہ کہ اس میں کسی نہ کسی قبر کی طرف رخ ہوگا اور قبر کی طرف نماز مکروہ ہے، البتہ قبرستان میں مسجد یا نماز کی جگہ بنی ہو تو اس میں نماز پڑھنے میں حرج نہیں ہے۔“ قبر کی اونچائی کی بابت ان سے سوال ہوا تو لکھا: ”خلاف سنت ہے، میرے والد ماجد، میری والدہ ماجدہ اور بھائی کی قبریں دیکھیے، ایک بالشت سے اونچی نہ ہوں گی۔“ مزید لکھتے ہیں:

”اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے، گردن جھکائے، آنکھیں نیچے کیے، لرزتے کانپتے، گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے حضور پر نور ﷺ کے حضور کرم کی امید رکھتے، حضور والا کی پائیں یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کہ حضور اقدس ﷺ مزار انور میں رو بہ قبلہ جلوہ فرمایں، اُس سمت سے حاضر ہو کہ حضور کی نگاہ بے کس پناہ تمہاری طرف ہوگی اور یہ بات تمہارے لیے دونوں جہانوں میں کافی ہے۔ خبردار! جالی شریف کو بوسا دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلے سے زیادہ قریب نہ جاؤ یہ اُن کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا، اپنے مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی، اُن کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی، اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے، وَالْحَمْدُ لِلّٰہ۔ نہایت ادب و وقار کے ساتھ باوازا حزیں (غمناک) و سوز درد آگئیں (درد سے پُر) و دل شرمناک و جگر چاک چاک، معتدل آواز سے نہ بلند و سخت نہ نہایت نرم و پست کہ سنت کے خلاف ہے، اگرچہ وہ تمہارے دلوں کے خیالات تک سے آگاہ ہیں جیسا کہ ابھی تصریحات ائمہ سے گزرا،“ پھر آپ نے آگے صلوٰۃ و سلام لکھا ہے، (فتاویٰ رضویہ، ج: 10، ص: 765-766)۔“

دین سے محبت رکھنے والے پیر زادہ علامہ فاروق القادری کی کتاب ”فاضل بریلوی اور امور بدعت“ اور بھارت سے مولانا یاسین اختر مصباحی کی کتاب ”امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات“ کا ضرور مطالعہ کریں۔